پانچویں تقریر سلسلہ تبلیغ

(۳) تبلیغی جماعت کی نقل و حرکت اور عوام کا دین سے تعلق

از حضرت مولانا یعقوب صاحب مظاہری

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمارے سامنے محترم بزرگ صاحب نے جو باتیں بتلائی ہیں اور جن باتوں کو انھوں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس لائق ہیں اور اس قابل ہیں کہ ان باتوں پر عمل کیا جائے۔

یہ باتیں اس لئے نہیں ہیں کہ ان باتوں کو صرف سن لیا جائے اور عمل نہ کیا جائے۔ بلکہ ہمیں ان باتوں کو سُن کر عمل کرنے کا ارادہ اور شوق بھی رکھنا چاہیئے — !!

یہ بات اس وقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ خدا نے اس وقت تبلیغی جماعت کی محنت کو صفتِ قبولیت سے نوازا ہے اور اس وقت جو تبلیغی جماعت محنت کر رہی ہے اور اس جماعت سے جو لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔

ہیں مدارس اسلامیہ کے فائدہ سے انکار نہیں کرسکتا۔ ان اداروں اور مراکز سے، جہاں دینیات کا علوم دیا اور حاصل کیا جاتا ہے اُس کے فائدہ سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے! بلکہ ان مدارس سے بھی بہت سے بڑے بڑے فائدے لوگوں کو ہوئے ہیں۔

لیکن جتنے فائدے عوام کے طبقہ کو اس تبلیغی جماعت اور اس کی محنت سے ہوئے ہیں اتنے فائدے عوام کے طبقہ کو مدارس عربیہ سے نہیں ہوئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں عوام کے طبقہ کا تعلق اگر کسی جماعت سے ہوا ہے تو وہ بھی تبلیغی جماعت ہے۔

آج صلحاء موجود تھے، علماء موجود تھے، اصلاح کے لئے بزرگان دین بھی موجود تھے، جن مسائل کی ضرورت سامنے آتی، اُن مسائل کو بتلانے کے لئے مفتیان دین بھی موجود تھے، دینی علوم کے حاصل کرنے کے لئے مدارس عربیہ بھی موجود تھے، لیکن اگر کوئی چیز نہیں تھی تو وہ یہی تھی کہ عوام کا ان حضرات سے تعلق نہ تھا مدارس کی کمی نہیں تھی لیکن عوام اپنے بچوں کو مدارس میں بھیجکر مُلّا بنانے کے لئے تیار نہ تھے صلحاء موجود تھے لیکن کوئی علماء کی قدر و منزلت کرنے والے نہ تھے، مفتیان دین بھی موجود تھے لیکن کوئی بھی اپنی زندگی میں ضروری آنے والے مسائل کو پوچھنے کے لئے تیار نہ تھے۔

دور میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے دور [illegible]
پہلے مدرسے تھے مگر دینی علوم حاصل کرنے والا کوئی نہ تھا۔ دار العلوم دیوبند [illegible]
[illegible] حاصل کرنے والا کوئی نہ تھا۔ جب تبلیغی جماعت نے شوق [illegible]

سب اپنے آپ کو آزاد سمجھتے تھے اور سب دین کے اعتبار سے آزاد تھے، خدائے پاک اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی سے بالکل آزاد تھے، ہر جگہ آزادی اور مغربی ذہنیت نے ان کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔

اگر مذہب اسلام اور خدا و رسول کی پابندی کا شوق کسی نے پیدا کیا ہے تو وہ یہی "تبلیغی جماعت" ہے۔ اسی تبلیغی جماعت کی وجہ سے آج مدارس کی پوچھ گچھ ہوئی، صلحاء کی ضرورت محسوس کی گئی، اپنی زندگیوں کو پابندی سے گزارنے کے لئے مسائل کی ضرورت محسوس کی گئی اور اپنے آپ کو دین اسلام کا اور خدا و رسول کا پابند محسوس کیا گیا اور اسی جماعت کی بدولت علماء کی بھی قدر و منزلت ہوئی اور عوام نے اپنے بچوں کو بجائے دنیاوی علوم کے پڑھانے کے مدارس اسلامیہ میں پڑھا کر مُلّا بنانے میں سب سے بڑا فخر محسوس کیا۔

واقعی اسی "تبلیغی جماعت" کی جد و جہد کا یہ نتیجہ ہے جس سے عوام کے طبقہ کا جوڑ دینی طبقہ سے پیدا ہوا، ایسے آزاد طبقہ کا جوڑ دین کے ساتھ پیدا کرنا جس کے لئے ساری محنتیں اور کوششیں ناکافی تھیں اسی ایک جماعت کی محنت کی بدولت وجود میں آ گئیں۔

علم کی فضیلتیں جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

مختلف جگہوں پر بیان کی ہیں۔ اور علم کی بڑی بڑی فضیلتیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں۔

لیکن علم کے ساتھ علم پر عمل کرنے کی بھی سخت تاکید آئی ہے ورنہ اگر علم پر صحیح طور پر عمل نہ کیا گیا تو وہ علم بجائے نفع پہنچانے کے نقصان پہونچانے والا بن جاتا ہے۔ اس کے ساتھ خدا کو راضی کرنے کے لئے اُن باتوں پر عمل کرنا چاہیئے ورنہ عمل بھی بیکار اور نقصان والا بن جاتا ہے۔

اور عمل بغیر علم شاید ولایت اور قطبیت کے درجے تک پہنچا دیتا ہے

حدیث شریف میں تین آدمیوں کے بارے میں واقعہ آتا ہے جن میں سے ایک وہ ہے جس نے دکھاوے کے لئے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا ہوگا، دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے دکھاوے کے لئے اللہ کی راہ میں اپنی جان کو قربان کیا ہوگا۔ اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس نے دِکھاوے کے لئے اللہ کا دین پھیلایا ہوگا۔ لیکن خداوند قدوس اُن سب کے عملوں کو اُن کے منھ پر مار کر پھینک دیں گے اور حکم کریں گے! جاؤ! اِن دکھاوے کے لئے مال خرچ کرنے والوں کو اور دِکھاوے کے لئے اپنی جان قربان کرنے والوں کو اور دکھاوے کے لئے دین پھیلانے والوں کو اوندھے منھ جہنم میں پھینک دو۔! فرشتے اُسے اوندھے مُنہ کے بل گھسیٹ کر لے جائیں گے اور جہنم میں پھینک دیں گے۔

یہاں ابھی آپ کے سامنے صاحب موصوف نے جن باتوں ..

کو بیان کیا ہے اُس پر عمل کرنے کا ارادہ کرنا چاہیئے اور عمل کرنے کی نیت کر لینی چاہیئے ـــــ اور اُس جد وجہد میں جس سے عوام کو بہت بڑا فائدہ ہوا اور جس کام سے عوام کا دین سے ربط پیدا ہوا اُس کام میں بڑے شوق وانہماک سے لگ جانا چاہیئے اور اللہ کو راضی کرنے کی نیت سے محنت کرنی چاہیئے

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ
محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

تبلیغی (الیاسی) جماعت میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی اور اگر زیادہ نہیں تو بہت بڑی تعداد ایسی ملیگی جو پہلے سے دیندار تھے اور کسی عالم یا مدرسے سے تعلق تھا۔ لیکن جب وہ اس جماعت میں شامل ہو گئے تو جماعت والوں نے ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا۔ کہ ان کی دینداری جماعت کی وجہ سے ہے۔
اور دیکھو ہماری جماعت نے کتنا بڑا کام کیا ہے۔ کہ اتنے لوگوں کو دیندار بنا دیا ہے۔ غور کیجئے کتنا بڑا مغالطہ اور تلبیس ہے۔ عوام بیچارے جانتے نہیں ناواقف ہیں۔ لہذا وہ اس کو سن کر متاثر ہو جاتے ہیں۔

کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟

کی ساتویں اور اہم تقریر

بسلسلۂ تبلیغ

تبلیغی جماعت سے خطاب

تقریر فرمودہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ حبیبیہ مقام و پوسٹ تراج وایا پلسانہ

ضلع سورت. (گجرات)

"تبلیغی کام" کی تائید اور تبلیغ کی اہمیت
پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد،
حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ
نے ۲۶ر جولائی ۱۹۵۷ء بعد نماز جمعہ
بمقام ارکولم ضلع شمالی آرکاٹ (مدراس)
میں ایک تبلیغی اجتماع میں فرمائی۔
تاثر کا یہ عالم تھا کہ سارا مجمع رو رہا
تھا۔ یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ یہ حضرت کا
سب سے آخری سفر تھا — اور
آخری ہی تقریر تھی

آغازِ تقریر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى
اَمَّا بعد فقد قال اللہ تعالیٰ

لَقَدْ[1] مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ط

محترم بھائیو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ کے احسانات تمام مخلوقات پر اور خصوصاً انسانوں پر نہایت زیادہ ہیں جن کی کوئی حد نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حقیقتاً ہم تمام انسانوں کو اپنی نعمتوں سے ڈھانک لیا ہے، ارشاد باری ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

---

[1] ترجمہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انھیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں سناتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے

مَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً

اللہ تعالیٰ نے تمام عالم انسانیت کو چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی نعمتوں سے ڈھانک رکھا ہے۔ اپنی تمام مخلوقات میں خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ شرافت اور بڑائی انسان کو عطا کی ہے"

پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے ہماری نجات کے واسطے ہر قسم کی بھلائی کا عالم ارواح میں، ماں کے پیٹ میں، طفولیت کے عالم میں سامان کیا ہے۔ اُسے کوئی حاجت نہیں کہ ہم کو نجات ملے وربک الغنی ذوالرحمۃ

اس کی شفقت ہے کہ آخرت کے لئے بھی ہر قسم کی بھلائی کا سامان کیا، اس نے اپنا فضل فرمایا ہے کہ ہم کو پیدا کیا، انسان بنایا اور تمام اعضا مکمل کر دیئے، عقل دی ہاتھ پیر آنکھ ناک وغیرہ سب اعضاء دئیے، یہ کافی ہے اس کو حجت قائم کرنے کے واسطے، لیکن پروردگار نے اپنی شفقت سے دوسری چیز بھی مقرر کی۔ اس نے ہر زمانہ میں اپنے مقرب بندوں کو ہماری اصلاح کے لئے بھیجا جنھوں نے ہماری اصلاح کے لئے اپنی جان کی بازی لگا کر کوشش کی اور ہماری بھلائی کی فکر کی اور ہر ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ ابتدا سے یہ سلسلہ جاری ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے واقعات سنتے آئے ہیں۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کے سردار جن کے لئے عالم ارواح میں انبیاء سے عہد لیا تھا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ـ

انبیاء کی روحوں کو جمع کر کے ان سے عہد لیا کہ اگر تمہارے زمانے میں وہ پیغمبر آجائے تو تم اس پر ایمان لانا اور مدد کرنا۔ وہ پیغمبر جو سب انبیاء علیہم السلام کے علوم کو جمع کرنے والا نبی آخرالزماں ہے ہم کو عطا فرمایا پھر انبیاء علیہم السلام سے پوچھا

ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ کیا تم نے اقرار کیا

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسا پیغمبر عطا فرمایا اور ہماری بدقسمتی ہے کہ اس کے طریقے پر عمل کرنے میں کوتاہی کریں۔ اللہ کا محبوب اور سب سے اونچا پیغمبر بغیر مانگے ہم کو عنایت فرمایا۔ حالانکہ پہلی امتوں نے مانگا تھا اور ان کو نصیب نہیں کیا۔ شفقت والا، رحمت والا، کمال والا، علم والا اور زہد و تقویٰ والا پیغمبر ہم کو عطا فرمایا، یہ اس کا احسان ہے ہماری نالائقی ہے کہ ایسے پیغمبر کو پانے کے بعد بھی ہم اس کی اطاعت نہ کریں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی بے شک اللہ پاک نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے کہ ان ہی میں سے ایک عظیم الشان پیغمبر مبعوث فرمایا۔ ہمارا ہادی اگر کوئی فرشتہ یا جن ہوتا تو اس کو ہم پر ایسی شفقت نہ ہوتی۔

بہر حال آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اصلاح کے لئے بھیجے گئے، اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور اس کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی قوت علمی و عملی سب دے دی، شدتِ رحمت کی وجہ سے اس نے اسی پر اکتفا نہ کیا کہ عقل اور سمجھ دے دی اور اسی پر عمل کا مطالبہ نہ کیا۔ جیسا کہ آپ اپنے فرزند کو سرمایہ دے کر تجارت کرنے کو کہتے ہیں اور ڈراتے ہیں کہ اگر نقصان کیا تو سزا ملے گی، اگر ایسا اللہ بھی فرماتا تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی لیکن اللہ تعالےٰ کی شفقت ہے کہ اس نے انبیاء علیہم السلام کو بھی روانہ کیا۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

پیغمبروں کو اس لئے بھیجا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں دنیا میں راستہ دکھانے والا نہیں آیا تھا۔ راستہ دکھلانے کے لئے اخیر زمانہ میں ہمارے آقا کو جو رحمت مجسم ہیں بھیجا۔ وہ ۲۳ برس منصبِ نبوت پر فائز رہے ۴۰ برس کی عمر میں تاج رسالت پہنایا گیا ۶۳ برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور کتنا ستایا گیا۔ آج بھی تکلیف دے رہے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کر رہے ہیں، کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستا نہیں رہے ہیں؟ بیٹا اگر خلاف کرے تو تم کو صدمہ ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہفتہ میں دو مرتبہ اعمال

پیش ہوتے ہیں، باپ کو اولاد سے محبت ہوتی ہے نبی کو اپنی اُمت سے باپ سے زیادہ محبت وشفقت ہوتی ہے جب آپ کے سامنے پیش کیا جائے کہ آپ کا فلاں اُمّتی غیروں کا متبع ہے، داڑھی منڈاتا ہے تو کیا آپ کو صدمہ نہ ہوگا؟

ایک بار ایران کا سفیر بادشاہ دہلی کے پاس آیا۔ مرزا بیدل کا صوفیانہ کلام پڑھکر لوگ اس کو قطب سمجھتے تھے۔ بادشاہ کے دربار میں سفیر ایران آیا تو مرزا کا تعارف بھی کرایا گیا داڑھی خشخشی تھی۔ پوچھا۔

"آغا ریش می تراشی؟"

مرزا نے کہا

"ریش می تراشم ولیکن دل کسے نمی خراشم"

سفیر نے جواب دیا

بلے دل رسول اللہ ؐ می خراشی"

مرزا صاحب کمال تھے غلطی معلوم ہوئی تو سر نیچا کر لیا۔ گھر گئے اور تین دن تک شرمندگی سے باہر نہ آئے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اعمال جب پیش ہوں کہ فلاں اُمتی یوروپین فیشن کرتا ہے، کرزن فیشن کرتا ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مقدس کو صدمہ نہ ہوگا؟ پہلے بھی ستائے گئے

لقد اوذیت فی اللہ وما اُوذِیَ اَحَدٌ مثلی ولقد اُخِفْتُ فِی اللہ وما اُخِیفَ اَحَدٌ مثلی"

ترجمہ - میں اللہ کی راہ میں اتنا ستایا گیا کہ کوئی اس قدر نہیں ستایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو اس قدر ڈرایا نہیں گیا"۔

غرض ہر طرح سے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم نے تکلیفیں... اُٹھائیں اور آج بھی سنت کی خلاف ورزی کر کے رسولِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو ستاتے ہیں۔

مُنیب صحابی رضؓ بنی سُلیم کے کہتے ہیں کہ (ایام جاہلیت میں) میں حج کو گیا تھا۔ عرفات کے میدان میں دیکھا کہ ایک جوان سرخ عبا پہنے ہوئے یہ کہتا جا رہا ہے

یٰاَیُّھَا النَّاس وحّد واالله تفلحوا - یٰاَیُّھَا النّاس قُولوا لا الٰہ الا الله تفلحوا

ترجمہ - اے لوگو! ایک اللہ کو مانو فلاح پاؤ گے - اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے"۔

ایک شخص اس کے پیچھے پتھر مارتا ہے اور کہتا جاتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ لَا تَسْمَعُوا اَنَّہٗ کَذَّاب

ترجمہ: اے لوگو! اس کی بات نہ سنو یہ بڑا جھوٹا ہے"۔

میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ کہا گیا کہ وہ شخص قریش کا ایک جوان ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے - دوسرا پتھر مارنے والا اس کا چچا ابولہب ہے۔

ایسے متعدد واقعات پیش آئے ۲۳ برس تک آقائے نامدار

صلی اللہ علیہ وسلم دین کی دعوت دیتے رہے اور طرح طرح کے مظالم سہتے رہے۔ بار بار اللہ کی طرف سے تاکید آتی رہی۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ ۝

ترجمہ:- اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں ان سے تنگدل نہ ہو جیئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں"

دوسری جگہ ارشاد ہے

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

ترجمہ:- اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے تو اب) آپ (مع اتباع) نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجئے۔

صبر کرو اور تحمل کرو غمگین نہ ہو، تنگدل نہ ہو بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہوتی۔ پتھر کا جواب پتھر سے اور گالی کا جواب گالی سے مت دو بلکہ پتھر کا جواب پھولوں سے دو گالی کا جواب تعریفوں سے دو

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا

جب جاہلوں سے مقابلہ ہو جائے تو سلام کہہ کر چلے جاؤ۔

مکہ کی تیرہ سالہ زندگی ایسے ہی گذری کفار ظلم کرتے رہے اور آپ صبر کرتے رہے، اس کے بعد مدینہ ہجرت فرمائی۔ ہر چیز قربان کی، اپنی راحت اور گھر بار چھوڑا۔ مدینہ پہونچ کر آپ کو کفار نے چین لینے نہ دیا اعلان کیا گیا کہ جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر لائے اس کو ہر ایک کے لئے سو اونٹ انعام میں دیئے جائینگے دشمنوں نے ہر جگہ ڈھونڈھنا شروع کیا مگر آپ کا محافظ خدا تھا اس نے اپنے لطف و کرم سے آپ کو چھپا کر مدینہ پہونچا دیا، مدینہ والوں کو مکہ سے زوردار خط بھیجا گیا کہ ان کو ہمارے حوالے کردو ورنہ جنگ ہوگی تمہارے مردوں کو قتل کردیں گے عورتوں کو باندی اور بیٹوں کو غلام بنا کر تمہارے باغوں کو اجاڑ دیں گے۔ یہ سن کر بڑے بوڑھوں کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ مدینہ کے بوڑھے تجربہ کار کہتے تھے کہ ہم قریش سے لڑ نہیں سکتے۔ قریش سب سے زیادہ قوت والے، پیرزادے اور سارے عرب ان کے طرف دار ہیں سب گھبرا گئے۔

نوجوانوں نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اور ہر قبیلہ کے نوجوان حمایت کے لئے تیار تھے بوڑھے مقابلے سے ڈرتے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حوالے کرنے پر آمادہ تھے قریب تھا کہ آپس میں تلوار چل جاتی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سمجھایا یہاں تک کہ سکون ہوگیا۔ قریش کو جواب دیا گیا کہ جو چاہو کر لو ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے قاتل تھے یا کسی کی جائداد چھین لی تھی
ابتدا سے وہ سب کے ساتھ نہایت احسان کرنے والے، سچ بولنے
والے، امانت رکھنے والے اور سب کی خدمت کرنے والے تھے آپ
صرف یہ فرماتے تھے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، پتھروں کو نہ پوجو اس
کے سوا اور کوئی بات نہ تھی۔

اس جواب پر سب کے سب چراغ پا ہو گئے، کانفرنس کی گئی اور
طے کیا گیا کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے۔ خوب چندہ کیا گیا۔ ایک ہزار اونٹ
سامان خرید کر لانے کے لئے ملک شام بھیجے گئے۔

غرض آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم صرف توحید کی تبلیغ کرتے
رہے کسی کا مال نہیں چھینا، کسی کی عزت پر حملہ نہیں کیا فقط لَا اِلٰہ
اِلَّا اللّٰہُ کی دعوت دی۔ ۲۳ سال ہر طرح سمجھایا، اصلاح کی۔ آخر
حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ایک لاکھ
۲۵ ہزار صحابہ کرام کے مجمع میں اونٹ پر بیٹھ کر ایک عظیم الشان خطبہ دیا
جو بہت طویل تھا گویا ۲۳ برس کی تعلیم کا خلاصہ پیش کر دیا۔ پھر تین مرتبہ فرمایا
اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ کیا میں نے اللہ کے احکام پہونچا دیئے
سب نے ایک زبان ہو کر تین مرتبہ کہا قَدْ بَلَّغْتَنَا وَ نَصَحْتَنَا
بیشک آپ نے اللہ کے احکام کی تبلیغ کی۔ اس پر تین مرتبہ آپ نے
فرمایا اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تبلیغ کر دی
بھائیو! آپ کی یہ مجلس تبلیغ کی ہے۔ یہ تبلیغ اصل میں وظیفہ

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے - وہ کام جو تم کر رہے ہو معمولی
نہیں - میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا نے تم کو کیسی خدمت سپرد
کی ہے حقیقت میں کام لینے والا اللہ ہے اگر وہ نہ چاہے تو تم
کیا کرتے ؟

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ -

ترجمہ :- اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے -

ارشاد ہے

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَىَّ
اِسْلَامَكُمْ ط بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ط

ترجمہ :- یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں آپ کہہ
دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان
رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو -

خدا کا فضل ہے کہ اس نے تمہارے دلوں میں اس چیز کو ڈالا ہے
اسی ہندوستان میں ہمارے باپ دادا اور بہت سے لوگ گزر گئے
جو آپس میں لڑتے رہے اور دنیا کے پیچھے پڑے رہے لیکن ان کو تبلیغ
کا کبھی خیال نہ آیا - خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانے کے علماء اور اہل خیر
کو اس کی توفیق دی - تم بہت سے بندگان خدا کو دوزخ سے نکال کر
جنت میں داخل کر رہے ہو -

جو کلمہ اور نماز نہیں جانتے تھے، کیا وہ مستحق دوزخ نہ تھے؟ تم
ان کو سمجھا کر اللہ کے راستے پر چلاتے ہو تو کیا دوزخ سے نکال کر
جنت میں داخل نہیں کر رہے ہو؟ اللہ جس کو چاہتا ہے اٹھاتا ہے
اور جس کو چاہتا ہے گراتا ہے ۔

منّت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کُنی!
منت شناس از و کہ بخدمت بداشتت

خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں اس کی توفیق دی۔ یہ بات ضرور ہے
کہ بہت سے لوگ تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ تم کیا ہو؟ لوگوں
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ مانی اور آپ کے ساتھ کیا کیا
نہیں کیا؟

تم گھبراؤ نہیں، پریشان نہ ہو۔ اگر بے وقوف اور جاہل بُرا بھلا،
کہیں طعنہ دیں تو سُن لو یہ تو سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
سنت ہے انبیائے سابقین کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لقد اوذیت فی اللہ الخ

اگر تمہیں کامیابی نہ ہوئی اور کوئی بھی سیدھا نہیں ہوا تو اس
کے باوجود تمہارا درجہ بڑا ہے اور تمہیں پورا اجر ملے گا۔ تم اطمینان
رکھو تمہارا کام اللہ کے دربار میں مقبول ہے۔

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو خیبر فتح کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا

"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتے ہی قتال شروع کر دوں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وہاں جا کر ٹھہرو اور لوگوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی طرف بلاؤ اگر نہ مانیں تو دوسرا معاملہ کرنا، اس لئے کہ لان یھدی اللّٰہ بک رجلا خیر لک من الدنیا وما فیھا - ایک آدمی کو بھی تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کر دے تو وہ تمہارے لئے دنیا وما فیہا سے بہتر ہے"

دوسری روایت میں ہے کہ تم کو جوان اونٹوں کے ملنے سے بھی یہ بہتر ہے

بھائیو! تم نے جو قدم اٹھایا ہے وہ مبارک ہے - اللہ پاک تمہاری جد وجہد سے لوگوں کو فائدہ پہونچائے اور تم سے اسلام کی خدمت لے - تم ہرگز تنگ دل مت ہو، تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اٹھانی پڑیں - کیا تم کو خبر ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عرب سے کیوں نکلے؟ وہ عراق میں پہونچے، شام، ایران، افغانستان، سندھ، یوپی

ے ترجمہ اور البتہ اگر ہدایت دیدیں اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے کسی آدمی کو بہتر ہے تیرے لئے دنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس سب سے ۱۲

بہار اور جنوب میں دکن تک پہونچے۔ یہاں تک کیوں پہونچے؟ ان کا مقصد کیا تھا؟ کیا ملک فتح کرنا تھا یا دولت لوٹنی تھی؟ ہرگز نہیں! ان کا اصلی مقصد صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی دعوت دینا تھا، دنیا کو سچے دین پر لانا تھا۔ اللہ کے بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملانا تھا اور دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرنا تھا، بعد والوں نے بیوقوفی کی کہ دنیا کے پیچھے پڑ گئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہند میں باہر سے آنے والے مسلمانوں کی تعداد صرف چار یا پانچ لاکھ تھی مگر تقسیم ہند کے وقت دس کروڑ پچیس لاکھ مسلمان تھے۔

ہمارے بزرگ اسلاف نے اور اولیائے کرام نے تبلیغ دین کے لئے بہت ہی کوششیں کیں۔

ایک انگریز اسمتھ لکھتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر نوے لاکھ مسلمان ہوئے ان کے پاس کیا تھا؟ کوئی فوج تھی؟ فقط اللہ کی معرفت کا خزانہ تھا ہر جگہ اللہ کے سچے بندے گزرے ہیں، جنھوں نے دین کی تبلیغ کی۔

میں نے تاریخ ترکی میں دیکھا کہ ترک قوم کے تین لاکھ خاندان ایک دن میں مسلمان ہوئے۔ اللہ کا کرم کہ تبلیغ کی کوشش وہ پھل لائی کہ ایک زمانے میں بعض حکام کو یہ تدبیر کرنی پڑی کہ وہ اپنی رعایا کو مسلمان ہونے سے روکیں۔

سنہ ھ میں خلافت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانہ میں خراسان کے حاکم کو یہ خطرہ ہوا کہ جزیہ بند ہونے سے خزانہ خالی ہو جائیگا اسلیئے اعلان کرنا پڑا کہ کسی کا اسلام اس وقت تک قبول نہ کیا جائیگا جبتک کہ وہ ختنہ نہ کرلے، بوڑھوں کے لئے یہ تکلیف دہ بات تھی اس حکم کے جاری ہونے سے اسلام کی ترقی رک گئی۔

اب خلیفہ کو اطلاع ملی کہ والئ خراسان نے اسلام پر پابندی لگادی ہے تو آپ نے اس کو معزول کر کے دوسرے کو مقرر کردیا اور فرمایا۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسلیئے آئے تھے کہ اس پر اسلام کو موقوف رکھا جائے ؟

میرے بھائیو! ہمارے اسلاف کی کوششوں سے اہل اللہ علماء کرام اور عام مسلمانوں کی کوششوں سے دس کروڑ پچیس لاکھ مسلمان ہو گئے۔ اگر غلط کاری نہ ہوئی ہوتی تو یقیناً ہندوستان کا اکثر حصہ مسلمان ہو جاتا۔

میرے بزرگو! اللہ نے آپ کے دل میں تبلیغ کی محبت ڈالی۔ یہ مبارک کام ہے اور آپ مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالی آپ کو اس سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا کرے۔ اپنی بھی اصلاح کرو اور اپنے بھائیوں کی بھی۔ اللہ تعالی آپ مزید ہمت عطاء فرمائے

بھائیو! تنگ دل نہ ہوں اللہ تعالی کی رحمت کے امیدوار

رہو۔ سب کو اللہ کی رضا و خوشنودی اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بُلاؤ، خود بھی عمل کرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت بناؤ، سیرت اختیار کرو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

تبلیغ کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت سے کسی کو انکار ہے اور کون انکار کی جرأت کر سکتا ہے۔ لیکن سوال مروجہ تبلیغ کا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے تو اس طریقہ پر دعوت نہیں دی۔ لہذا ان کی مثال پیش کرنا بے محل ہے۔